حمید اصغر نجید

شاہ جی اور ان کا مشن

زندہ قومیں اپنے جلیل القدر رہنماؤں اور بزرگوں کی یاد ہمیشہ تازہ رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر شریعت کو جنہیں شاہ جی کے پیارے نام سے یاد کیا جاتا ہے خطابت کا وہ ملکہ عطاء کیا تھا کہ پورے ایشیاء میں انکی ٹکر کا کوئی خطیب نہ تھا "سحر بیان" اگرچہ اردو ادب میں ایک اصطلاح بہت پہلے سے وضع ہے لیکن اس کا صحیح اطلاق صرف شاہ جی پر ہوتا ہے۔ اور چونکہ شاہ جی نے اپنی اس خداداد صلاحیت کو صرف اعلائے کلمۃ الحق کے لئے مختص کر کے برصغیر پاک و ہند کے چپہ چپہ میں حضور سرور کونین ﷺ کی مدح سرائی کی اور ان کے اس فرمان کہ "میں نبیوں کا سلسلہ ختم کرنے والا ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا" کی گونج سے میدانی، صحرائی اور پہاڑی علاقوں کو آشنا کیا اسی لئے حضرت امیر شریعت مر کر بھی نہیں مرے ہیں بلکہ اپنی زندگی کے انمٹ نقوش باقی چھوڑ گئے ہیں۔

شاہ جی کتنے سادہ طریقہ سے مسلمانوں کو بتایا کرتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں اور جعلی نبوت کا کاروبار چلانے والے مسلمانوں کے سواد اعظم کے خلاف انگریزوں کی بدترین چال ہیں۔ زبان و بیان سے اس کی تعریف و تحمید ممکن نہیں اور مسلمان بھی انگریزوں کے اس خود کاشتہ پودے کی سازشوں سے باخبر ہو کر اپنے ایمان میں نقب لگانے والوں کی چالوں سے اپنے آپ کو محفوظ کر چکے تھے۔ ہر شخص یہ بات پوری طرح سمجھ چکا تھا کہ جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ کہلائے حضرت ابراہیم کو خلیل اللہ کا درجہ ملا۔ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ ٹھہرے اور حضرت عیسیٰ روح اللہ قرار پائے تو پھر حضور سرور کونین کو رسول اللہ کا نام نامی کیوں عطا کیا گیا؟ ظاہر ہے رسول اللہ کا لقب ملنے کے بعد رسالت کا روازہ بند ہو گیا اور حضور اکرم میں وہ تمام محاسن و محامد جمع ہو گئے جو آپ ﷺ سے پہلے آنے والے نبیوں کی خصوصیت تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے کی یہ بڑی ہی واضح دلیل ہے اور پھر اگر نبوت کا دروازہ کھلا ہی ہوتا تو حضور اکرم کے وصال کے بعد جب مسلیمہ کذاب نے اپنی "نبوت" کا اعلان کیا تو حضور ﷺ کے یار غار اور خلیفۃ المسلمین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس جھوٹے نبی (مسلیمہ کذاب) کی سرکوبی کیوں کی؟ کیا حضرت صدیق اکبرؓ نے اس جعلی نبی کا قلع قمع کر کے یہ ثابت نہیں کر دیا تھا کہ اب کوئی نبی نہ آئے گا بلکہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں اور قرآن مجید میں "خاتم النبیین" کا جو لفظ استعمال ہوا اس کے صحیح معنی یہ ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد باب نبوت بند ہو چکا ہے۔

کروڑ کروڑ رحمتیں ہوں حضرت شاہ جی کی روح پر جنہوں نے حضور اکرم کی ختم نبوت کے بارے میں بڑے ہی سادہ سلیس اور عام فہم انداز میں مسلمانوں کو سمجھایا اور انگریزوں نے برصغیر پاک و ہند میں بسنے والے مسلمانوں کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالنے کی خاطر جعلی نبوت کا جو ڈھونگ رچانے کے لئے اپنے پس خوردہ پر گزر

بسر کرنے والوں کو آلہ کار بنایا تھا وہ بے نیل و مرام رہا اور مسلمان پوری طرح سمجھ گئے کہ خانہ ساز نبوت کے لئے برصغیر پاک و ہند میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ حضرت شاہ جی کی اس بے مثال جدوجہد کے باعث ان کا نام تاریخ اسلام کا ایک سنہری ورق بن گیا ہے۔

آج ہر شخص یہ محسوس کر رہا ہے کہ پاکستان میں جعلی نبوت کا ڈھونگ رچانے والوں کا سختی سے محاسبہ کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ لیکن کیا یہ نمائشی جلسے، حلق کے اوپر اوپر سے کی گئی دھواں دھار تقریریں اور چند قرار دادیں کافی ہیں۔ اور ان سے ہم اصل مقصد پالیں گے یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے یہ سب باتیں محض وقتی ہیں جب کہ اسلام کو بہروپیوں کی سازشوں سے بچانے کے لئے منظم اور مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہے۔

مسلمان راہ نماؤں کی بے حسی بڑی ہی اندوہناک ہے۔ شاہ جی کی روح تڑپ رہی ہو گی۔ کیونکہ اگر شاہ جی زندہ ہوتے تو رسول اللہ کے پروانے ملک کے گوشے گوشے سے مجسم صدائے احتجاج بن جاتے۔ وہ کمال اور آج کے دور کا یہ زوال

فاعتبرو یا اولی الابصار

کوئی نہیں سوچتا کہ قادیانیوں کے برگ و بار پھل پھول کیوں رہے ہیں؟ اور مسلمان رہنماؤں کا اثر و رسوخ کیوں سمٹتا جا رہا ہے؟ اب یہ بات ہی محو ہوتی جا رہی ہے کہ جب ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے مسلمانوں کی بادشاہت ختم کر کے ہندوستان پر سیاسی اقتدار حاصل کیا تو مسلمانوں کی یک جہتی ختم کرنے کے لئے ان میں نئے سے نئے فرقے پیدا کرنے کی ناپاک سازش کی اور بالآخر مسلمانوں میں روح جہاد ختم کرنے اور اپنے آپ کو شرعی حاکم تسلیم کرانے کے لئے اسلام سے قطعی طور پر خارج مرزائیوں کا طائفہ بھی پیدا کر دیا اور پھر خود ہی اس پودے کی آبیاری بھی کی۔ قلق ہے تو صرف اس بات کا کہ مسلمان اپنی تاریخ بھی بھول گئے ہیں۔

شاہ جی کیا باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے۔ وہ بڑی بڑی باتوں کو چٹکی بجانے میں حل کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ میں درجہ میں کون افضل ہے۔ شاہ جی مسکرائے اور فرمایا کہ "بھائی حضرت عمرؓ کے لئے حضور ﷺ نے قبول اسلام کی دعا کی تھی اور حضرت علیؓ نے خود اسلام قبول کیا یعنی حضرت عمرؓ مراد تھے اور حضرت علیؓ مرید اب آپ خود فیصلہ کر لیں کہ مراد اور مرید میں کون افضل ہے؟"

انکے عظیم مشن اور بے مثال جدوجہد کے پیش نظر بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ:

وہ لوگ تو نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے
ڈھونڈا تھا آسماں نے جنہیں خاک چھان کر

واقعہ یہ ہے کہ شاہ جی کسی تعریف کے محتاج نہیں ہیں۔ ایسے لوگ صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔

وقت کا اہم ترین تقاضہ یہ ہے کہ ہم اپنی نجی سر گرمیوں کو محدود کر کے دین کی سر بلندی کے لئے کام کریں۔ انگریزی ذہن کی تعلیم نے مسلمانوں میں دینی بے حسی کی جو لہر پیدا کر دی ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس میٹھے زہر کے اثر کو زائل کیا جائے۔ یہ زہر تبھی بے اثر ہو سکے گا جب مسلمانوں کو صحیح دینی و